B95

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

بیع بالوفاء جائز ہے یا ناجائز؟

برائے مہربانی تفصیلی جواب دے کر ممنون فرمائیں

المستفتی: مفتی امین اللہ
نیو کالونی سرپاب روڈ کوئٹہ
0300-3874533
0313-3874533

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

بیع بالوفاء کا حکم یہ ہے کہ اگر صلبِ عقد میں مبیع کی واپسی کی شرط لگائی جائے تو یہ بیع فاسد ہے۔ اوراگر صلبِ عقد میں واپسی کی شرط نہ لگائی جائے، بلکہ لفظ بیع کے ساتھ عقد کیا جائے تو اس طرح کرنا جائز ہو گا۔ اور پھر بغیر کسی شرط کے آپس میں یہ وعدہ کریں کہ اگر میں کسی وقت یافلاں وقت تک آپ کو اتنی رقم لوٹادوں، تو آپ مجھے میری چیز واپس کردیں گے اس طرح کا معاہدہ کرنا درست ہے۔ اور جس وقت بائع رقم واپس کردے، مشتری پر قضاءً ودیانۃً مبیع کو رد کرنا لازم ہو گا۔ کیونکہ کسی متعبر عذر کے بغیر وعدہ کی خلاف ورزی کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

بیع بالوفاء کے بارے میں اصل مذہب کا تقاضا یہ ہے کہ یہ بیع نہیں ہے بلکہ حقیقۃً رہن ہے اور رہن سے انتفاع مشروط اور معروف ہونے کی وجہ سے جائز نہیں بلکہ سود کے حکم میں داخل ہے۔ لیکن آج کل حاجۃ الناس کی وجہ سے فتوی متاخرین کے قول پر ہے کہ اگر صلبِ عقد میں واپسی کی شرط سے خالی ہو کر بیع کی جائے تو بیع جائز ہو گی۔

وفی المقالات الفقهية (356/1)لمفتی الأعظم بدیار باکستان المفتی محمدرفیع العثمانی المحترم حفظه الله

إذا نظرنا إلى ماذكره أجلة الفقهاء من المذاهب الأربعة،وجدناهم متفقين على أن بيع الوفاء لوكان خاليا عن شرط الرد فی صلب العقديكون جائزا ،،أما إذا شرط رد المبيع فی صلب العقديكون البيع فاسدا عندالأحناف والمالكية والشافعية-اما الحنابلة فيرون البيع صحيحاوالشرط فاسدفاذاكان البيع خاليا عن ذكرشرط الرد فالراجح فی المذاهب الأربعة انه جائز، وذلك لكونه بيعاخالياعن شرط،وهل يجب الرد على أحد المتعاقدين إذا اتفقا على رد المبيع عنده ردالثمن،وكان ذلك الإتفاق قبل عقد البيع أو بعده بصورة المواعدة فنرى الراجح انه يجب عليهما الرد إذا تواعدا على ذلك ويكون الوعد ملزما ديانة وقضاءً اما وجوب لزوم الوعد ديانة فظاهربقوله تعالى:((وأوفوابالعهد إن العهد كان مسؤلا))وبالنصوص التی تدل على إيفاء الوعدواما لزومه قضاءفالامر عندالامام مالك ظاهر،كما تقدم،والفقهاء الحنفية أيضا اختاروا فی هذه المسألة لزوم الوعدقضاء لحاجة الناس،فهوالراجح عندالإمامين الجليلين ،----------فلامانع لدينامن أن نفتی بجوازبيع الوفاء إذاكان خاليا عن الشرائط

فی صلب العقد،ووجوب ردالمبیع علی المشتری إذاوعدبه البائع بعد إنعقادالبیع أو قبله بصفة مستقلة۔

وفی الفتاوی الخانیة علی هامش الهندیة(165/2)

والصحیح ان العقدالذی جری بینهماان کان بلفظ البیع لایکون رهنا ثم ینظران ذکراشرط الفسخ فی البیع فسد البیع وان لم یذکرا ذلک فی البیع وتلفظابلفظة البیع بشرط الوفاء اوتلفظابالبیع الجائز، وعندهماهذاالبیع عبارة عن عقدغیرلازم فکذلک،وان ذکراالبیع من غیرشرط ، ثم ذکراالشرط علی وجه المواعدة،جازالبیع ،یلزمه الوفاء بالوعد،لان المواعیدقدتکون لازمة فتجعل لازمة لحاجة الناس۔

وفی الدرالمختار(277/5)مطلب مسائل فی المقاصة

وَقِيلَ إنْ بِلَفْظِ الْبَيْعِ لَمْ يَكُنْ رَهْنًا، ثُمَّ إنْ ذَكَرَا الْفَسْخَ فِيهِ أَوْ قَبْلَهُ أَوْ زَعَمَاهُ غَيْرَ لَازِمٍ كَانَ بَيْعًا فَاسِدًا، وَلَوْ بَعْدَهُ عَلَى وَجْهِ الْمِيعَادِ جَازَ لَزِمَ الْوَفَاءُ بِهِ؛ لِأَنَّ الْمَوَاعِيدَ قَدْ تَكُونُ لَازِمَةً لِحَاجَةِ النَاسِ، وَهُوَ الصَّحِيحُ كَمَا فِي الْكَافِي وَالْخَانِيَّةِ وَأَقَرَّهُ خُسْرو هُنَا وَالْمُصَنِّفُ فِي بَابِ الْإِكْرَاهِ وَابْنُ الْمَلَكِ فِي بَابِ الْإِقَالَةِ بِزِيَادَةٍ.

وفی المقالات الفقهیة(336/1)

وفی المجلة فی الاحکام العدلیة "الحاجة تنزل منزلة الضرورة ،عامه أوخاصة ومن هذاالقبیل تجویزبیع الوفاء فانه لماکثرت الدیون علی أهالی بخاری مست الحاجة الی ذلک فصارمرعیا"

وفی ردالمحتارعلی الدرالمختار(84/5)مطلب فی البیع بشرط فاسد

قُلْت: وَفِي جَامِعِ الْفُصُولَيْنِ أَيْضًا: لَوْ ذَكَرَا الْبَيْعَ بِلَا شَرْطٍ ثُمَّ ذَكَرَا الشَّرْطَ عَلَى وَجْهِ الْعَقْدِ جَازَ الْبَيْعُ وَلَزِمَ الْوَفَاءُ بِالْوَعْدِ، إذْ الْمَوَاعِيدُ قَدْ تَكُونُ لَازِمَةً فَيُجْعَلُ لَازِمًا لِحَاجَةِ النَّاسِ ---------- **واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم**

بندہ محمد عارف عرفان عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
رمضان المبارک/1439ھ
مئی/30/2018ء

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ
۱۴۳۹/۹/۱۴ھ

الجواب صحیح
عبدالمنان نورپوری
۱۴۳۹/۹/۱۴ھ

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی عفی عنہ
۱۴۳۹/۹/۱۸ھ

الجواب صحیح
۱۴۳۹/۹/۱۷ھ